OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 40-50

معجزہ کی حقیقت اور دیگر خارق عادت مظاہر سے اس کا اصولی و قرآنی امتیاز

The reality of miracles and their fundamental and Quranic distinction from other supernatural phenomena

Sumayyah Fatima
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
The University of Faisalabad
Email: sumayyahfatima89@gmail.com

Dr. Humaira Khalil
Associate Professor/HOD, Department of Islamic Studies,
The University of Faisalabad
(Corresponding Author)
Email: HOD.IAS@tuf.edu.pk

Abstract

A mu'jizah in Islamic belief is an extraordinary act granted by Allah. It lies beyond human ability and proves the truthfulness of prophets. The term comes from the Arabic root 'a-j-z, which means incapacity or inability. This root reflects the central idea that people cannot produce anything similar to a divine miracle. The Qur'an uses several terms to express the meaning of miracles. Words such as āyah (sign), bayyinah (clear proof), sulṭān (decisive authority), mubṣirah (illuminating sign), and burhān (conclusive evidence) highlight different aspects of Allah's power. These signs appear at crucial moments. They strengthen the believers and challenge those who deny the truth. Prophetic history contains many examples. The miracles of Musa and 'Isa show direct intervention from Allah. The She-Camel of Ṣāliḥ served as a visible test for his people. The Mi'rāj of Prophet Muhammad ﷺ and the splitting of the moon reveal divine control over time and nature. Each miracle guides the human mind to recognize the Creator's unlimited power. Islamic scholarship separates miracles from other extraordinary events. Karāmah is a wonder granted to saints without a challenge. Siḥr involves illusion and deception. Istidrāj leads wrongdoers gradually toward destruction. Ma'ūnat is divine help given to believers in difficult moments. Irhāṣ appears before a prophet's mission to announce his coming. Each category has a different purpose and spiritual effect. Understanding miracles clarifies the difference between truth and falsehood. Miracles confirm divine revelation and remind humanity of its limitations. They remain lasting signs of Allah's supreme authority and continue to guide people toward reflection, humility, and faith.

Keywords: *Mu'jizah, Divine Signs, Prophet hood, Karāmah, Istidrāj, Ma'ūnat, Irhāṣ.*

CC BY

تمہید

کائنات کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے حیرت واستعجاب کے مناظر انسان کو ہمیشہ سے پوشیدہ رازوں کی تلاش میں مصروف رکھتے ہیں۔یہ جستجو کبھی زمین کی گہرائیوں میں چھپے خزانوں کی کھوج میں ہوتی ہے تو کبھی آسمان کی وسعتوں میں پنہا انو کھے حقائق کے انکشاف کی صورت میں۔ لیکن جب انسان اپنی عقل و منطق کی تمام حدود کو چھو کر یہ سمجھنے لگتا ہے کہ شاید اس نے سب کچھ جان لیا ہے، تب کچھ واقعات ایسے سامنے آتے ہیں جو اس پر ظاہر کرتے ہیں کہ کائنات میں کچھ حقیقتیں ایسی بھی ہیں جنہیں محض انسانی شعور کی کسوٹی پر پرکھا نہیں جا سکتا۔ ایسے ماورائی واقعات کو معجزات کہا جاتا ہے ۔یہ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں اللہ کی قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں اور دنیاوی قوانین سے بالاتر ہوتے ہیں۔یہ معجزات انسان کو محدود عقل کی سرحدوں سے نکال کر حقیقت کی نئی جہتوں سے روشناس کرتے ہیں اور انبیاء کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں۔اسلامی تاریخ میں معجزات کا تذکرہ بار بار ملتا ہے جو ایمان کی پختگی اور اللہ کی لامحدود قدرت کی نشانی ہوتے ہیں۔ معجزہ کے معنی اور مفہوم کی حقیقت کو سمجھنا اسی لیے ضروری ہے کہ یہ محض ایک سادہ لفظ نہیں بلکہ اس میں کئی گہرے معانی پوشیدہ ہیں۔

لفظ معجزہ کا لغوی مفہوم:

لفظ معجزہ میں اصلی حروف ع۔ج۔ز ہے۔اس کا مادہ اشتقاق عَجَزَ ، یَعْجَزُ ، عَجْزًا ہے جس کے معنی کسی چیز پر قادر نہ ہونا، کسی امر کی طاقت نہ رکھنا یا کسی کام سے عاجز آ جانا وغیرہ کے ہیں۔

امام راغب اصفہانی اس کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے المفردات میں لکھتے ہیں:

"والعَجزُ أصلُهُ التَّأَخُرُ عن الشيء، وحصوله عند عَجُزِ الأمرِ، أي: مؤخّره، كما ذكر في الدّبر، وصار في التّعارف اسما للقصور عن فعل الشيء، وهو ضدّ القدرة[۱]

لفظ "عجز" کے بنیادی معنی ہے کسی چیز سے پیچھے رہ جانا یا کسی چیز کا اس وقت حاصل ہونا جب اس کا موقع گزر چکا ہو۔ عموما یہ لفظ اس حالت کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی کام کو کرنے کی صلاحیت نہ رکھے۔ یہ لفظ "القدرة" کی ضد ہے۔

عموما لفظ عجز کا استعمال کسی کام کے کرنے سے قاصر رہنے پر ہوتا ہے۔قرآن پاک میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے قرآن مجید میں ہے کہ جب قابیل کے سامنے ایک کوے نے دوسرے کوے پر مٹی ڈال کر اسے مٹی میں ملا دیا تو اس وقت قابیل بولا:

﴿يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ﴾[۲]

ہائے افسوس! میں اس کوے جیسا بننے سے بھی عاجز رہا

یہاں اَعَجَزْتُ کا مطلب عاجز رہنا کے ہیں۔

اس کے استعمال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لفظ زیادہ تر ان حالات میں استعمال ہوتا ہے جہاں انسان کسی وجہ سے کسی کام کو انجام دینے سے قاصر رہ جائے۔

اصطلاحی مفہوم:

معجزہ انبیاء علیہم السلام کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایسا مظہر ہوتا ہے جو انسانی طاقت و فہم سے ماوراء ہوتا ہے۔

یہ اللہ کی طرف سے مخلوق کے لئے ہدایت کا واضح نشان اور حق کی تصدیق کا ذریعہ بنتا ہے۔اس بارے میں قاضی عیاض مالکی فرماتے ہے:

اعلم ان معنی تسمیتنا ما جاءت به الانبیاء معجزة هو ان الخلق عجزوا عن الاتیان بمثلها"۳ے"

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام جو چیز اپنے ساتھ لاتے ہیں، اسے معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ مخلوق اس کی مثل لانے سے قاصر ہوتی ہے۔

للہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار صلاحیتیں عطا کی ہیں، مگر ان صلاحیتوں کی ایک حد ہے جو وہ طے کر چکا ہے، اور انسان اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔

انبیاء کرام، اللہ کی عطا کردہ قوت کے ذریعے، اپنی قوم کی طلب کے مطابق نشانات پیش کرتے ہیں اور اپنی صداقت کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ ان کے ذاتی اختیار میں نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالی کی مدد سے یہ معجزات ان کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں۔ ان واقعات کو معجزہ کہا جاتا ہے، اور ان کا سمجھنا انسانی عقل کے دائرے سے باہر ہوتا ہے۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ :

"المعجزة مع التحدي من النبي قائمة مقام قول الله عز وجل: صدق عبدي فأطيعوه واتبعوه، ولأن معجز النبي شاهد على صدقه فيما يقول، وسميت المعجزة معجزة لأن الخلق عجزوا عن الاتيان بمثلها" ۴ے

معجزہ نبی یا رسول کی جانب سے اللہ کی طرف سے انسانیت کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، جو دراصل اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کی عکاسی کرتا ہے کہ اس کو (شرعی اور عرفی اعتبار سے) معجزہ اسی لیے کہا جاتا ہے کیونکہ انسانیت اس جیسے معجزے کو پیش کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

معجزہ نبی کی سچائی کی روشن دلیل ہے، جس کے مثل لانے سے انسانیت عاجز رہتی ہے۔

قرآن پاک میں معجزہ کے لئے مستعمل الفاظ:

قرآنِ مجید میں معجزات کو بلند مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ اللہ کی قدرت کے نمایاں مظاہر اور انبیاء کی صداقت کے واضح دلائل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ایسے خرقِ عادت نشانات عطا کیے جن سے ان کی رسالت اور پیغام کی سچائی ثابت ہو۔ قرآن کریم میں ان معجزات کے لیے مختلف اصطلاحات اور تعبیرات استعمال کی گئی ہیں، جو ان کی عظمت اور الٰہی حکمت کو واضح کرتی ہیں۔

ا۔آیت:

لفظ "آیت" بعض مقامات پر ایسے واقعات اور افعال کے لیے استعمال ہوا ہے جو معمول کے خلاف ہوں۔ ایسے واقعات کو "خارق عادت" کہا جاتا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ۵ے

اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی (معجزہ) لے کر آئے

یہاں "آیت" سے مراد وہ الٰہی نشانیاں ہیں جنہیں عام طور پر معجزات کہا جاتا ہے، جو اللہ کی قدرت اور پیغمبروں کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ظاہر کی جاتی ہیں۔

یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ معجزات اللہ کی مشیت سے صادر ہوتے ہیں اور انبیاء ان معجزات کو اللہ کے حکم سے پیش کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ہدایت ملے اور اللہ کی وحدانیت اور انبیاء کی سچائی ظاہر ہو۔ اس آیت میں "آیت" کا لفظ خارق عادت واقعات یا معجزات کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو اللہ کے خاص حکم سے ظاہر ہوتے ہیں اور انسانی طاقت یا عقل سے ماورا ہوتے ہیں۔

۲: بَيِّنَةٌ :

"بینة" ایسی واضح دلیل کو کہتے ہیں جو مخالف فریق کے سامنے حجت و ثبوت کے طور پر پیش کی جائے، اور اس کی حیثیت انکار کی صورت میں ثابت قدم رہنے والی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے، یہ لفظ معجزات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، کیونکہ معجزات خود بھی اللہ کی قدرت کی واضح نشانیاں ہیں۔

جب "بینة" کے ساتھ "آیت" کا لفظ بھی آتا ہے، تو اس کے معنی میں مزید وضاحت اور قوت پیدا ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾۶؎

بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانی (بَيِّنَةٌ) آگئی ہے تمہارے لئے یہ نشانی اللہ کی اونٹنی ہے

یہاں "بَيِّنَةٌ" کا لفظ ایک واضح اور غیر متنازعہ معجزے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جو اللہ کی طرف سے اپنی قدرت اور حقانیت کی وضاحت کرتا ہے۔ "نَاقَةُ اللّٰهِ" دراصل ایک معجزہ ہے جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہ خاص اونٹنی نہ صرف ایک نشانی تھی بلکہ قوم کے لیے ایک امتحان بھی تھی، جس کے ذریعے اللہ نے اپنے پیغام کی سچائی کو واضح کیا۔ اس لحاظ سے یہاں "بَيِّنَةٌ" کا مطلب معجزہ ہی ہے۔

۳: سلطان:

" سلطان" کا مطلب ہے ایسی دلیل یا طاقت جو مخالف فریق کے سامنے حجت کے طور پر پیش کی جائے اور اس کی حیثیت انکار کی صورت میں بھی مستحکم رہے۔ اس لحاظ سے، یہ لفظ معجزات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، کیونکہ معجزات خود اللہ کی قدرت کی واضح علامتیں ہیں جو انبیاء کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں۔

قرآن پاک میں ہے کہ

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا وَسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِۦ﴾ ۷؎

"اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور واضح سلطان کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔"

یہاں " سلطان" کا لفظ ایک واضح اور طاقتور معجزے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جو اللہ کی طرف سے اپنے پیغام کی حقانیت کی وضاحت کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات، جیسے عصا کا سانپ بن جانا، اور ان کا ہاتھ چمکنا، دراصل " سلطان" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ معجزات فرعون اور اس کی قوم کے لیے ایک نمایاں دلیل بن گئے، جو ان کے انکار کے باوجود اللہ کی قدرت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہاں " سلطان" کا مطلب معجزہ ہی ہے، جو اللہ کی عظیم قدرت اور انبیاء کی صداقت کی نشانی ہے۔

۴: مُبْصِرَةً :

یہ لفظ بھی قرآن میں معجزے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جو ایسی بینا اور واضح دلیل کی عکاسی کرتا ہے کہ جس کے دیکھنے سے لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ دلیل اپنی تمام تر حقیقتوں کے ساتھ واضح اور روشن ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں تشکیک و شبہات کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ آتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً﴾۸؎

اور ہم نے قوم ثمود کو (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی (کی کھلی نشانی) عطا کی۔

یہاں "مُبْصِرَةً" کا لفظ ایک معجزے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ قوم ثمود کی درخواست پر یہ اونٹنی ایک واضح اور حیرت انگیز نشانی تھی جو اللہ کی قدرت کا مظہر تھی۔ یہ اونٹنی نہ صرف ایک معجزہ تھی، بلکہ اللہ رب العزت کی مکمل قدرت کی عکاسی بھی کرتی تھی۔

۵: بُرْهَانٌ

یہ قرآن حکیم میں معجزے کے مفہوم کی وضاحت کے لیے استعمال ہونے والا ایک اہم لفظ ہے۔ "بُرہان" ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو اپنے فریق مخالف کے تمام دلائل سے زیادہ وزنی، واضح، اور فیصلہ کن ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿أَسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَ اضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِقِينَ﴾۹؎

اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر ڈال، وہ بغیر کسی عیب کے نکلے گا، اور خوف کو دور کرنے کے لیے اپنے بازو کو اپنے پہلو سے ملا لو۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اُس کے سرداروں کے لیے دو واضح دلیلیں ہیں، کیونکہ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔

قرآن میں برھان ایک فیصلہ کن دلیل کے طور پر استعمال ہوا ہے، جو معجزے کی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے سامنے کوئی دوسرا ثبوت کارآمد نہ ہو۔ اس کے ذریعے بنی اسرائیل کے جادوگروں کا اثر ختم ہوا اور ان کے جادوئی ہنر بے کار ہو گیا، جس سے اللہ کی قدرت اور انبیاء کی صداقت واضح ہوئی۔

اگرچہ قرآن میں لفظ معجزہ براہِ راست نہیں آیا، لیکن اس کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے الفاظ جیسے آیت، بینة، سلطان، مُبصرة، برھان استعمال ہوئے ہیں۔ یہ تمام الفاظ اللہ کی عظیم قدرت اور انبیاء کی صداقت کی نشانی ہیں اور معجزات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں، جو انسانی عقل سے بالاتر ہوتے ہیں اور دعوت و پیغام کی سچائی کو واضح کرتے ہیں۔

معجزات کے علاوہ خارق عادت امور کی اقسام

معجزات کے علاوہ کچھ اور لفظ بھی خارق عادت امور کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن وہ معجزہ نہیں ہوتے ایسے خارق عادت امور کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

کرامت:

کرامت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"أن كل ما جاز وقوعه للأنبياء من المعجزات جاز للأولياء مثله من الكرامات بشرط عدم التحدى ، لأن المعجزه يعتبر فيها التحدى وأن تكون بعد النبوة"۱۰؎

وہ تمام غیر معمولی چیزیں جو انبیاء سے معجزات کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں، اولیاء سے ویسی ہی چیز کرامت بن کر ظاہر ہو سکتی ہیں، بشرطیکہ ان میں چیلنج شامل نہ ہو، کیونکہ معجزہ میں چیلنج شامل ہوتا ہے اور یہ نبوت کے بعد ظاہر کیا جاتا ہے۔

معجزات میں انبیاء کو چیلنج اور دعویٰ کا اختیار ہوتا ہے، جبکہ کرامات میں اولیاء کے لیے ایسا نہیں ہوتا۔ اولیاء سے ظاہر ہونے والے خوارق عادت جیسے ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا، جمادات کا کلام کرنا، یا غیب سے پانی اور کھانے کا ملنا، اللہ کی طرف سے ان کی تکریم کے طور پر ہوتے ہیں تاکہ وہ آزمائش میں مبتلا نہ ہوں اور ان کے یقین میں اضافہ ہو۔

قرآن میں حضرت مریم کی کرامت کا ذکر ملتا ہے جب وہ محراب میں عبادت کرتیں اور بے موسم کے پھل انہیں ملتے:

﴿يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَـٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ﴾۱۱؎

اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ انہوں نے کہا: یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

چونکہ حضرت مریم نبی نہیں تھیں، اس لیے یہ ان کی کرامت تھی۔ کرامات اللہ کے ہاں اولیاء کی قدر و منزلت کا اظہار ہیں، مگر اولیاء کو اپنی کرامات چھپانی چاہیے اور انہیں فتنہ یا آزمائش کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

استدراج:

استدراج کا لغوی معنی "تدریجی طور پر پکڑنا" یا "منزل بہ منزل پکڑنا" ہے،

جیسا کہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں

"الاستدراج هو الاخذ بالتدريج منزلة بعد منزلة" ۱۲؎

"منزل بہ منزل، تدریجی طور پر پکڑنا"۔

اصطلاحی طور پر استدراج اس عمل کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کافر یا فاسق کو دنیاوی نعمتیں عطا کرتا ہے تاکہ وہ اپنی گمراہی میں اور زیادہ بڑھ جائے، اور اللہ کی یاد سے دور ہو کر عذاب کا مستحق بن جائے۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانوی استدراج کی تعریف یوں کرتے ہیں

"هو في الشرع امر خارق للعادة يظهر من يد الكافر أو الفاجر" ۱۳؎

شریعت میں استدراج وہ خارق عادت عمل ہے جو کسی کافر یا فاجر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید نعمتیں دیتا ہے تاکہ وہ اپنی فریب زدگی میں بڑھتے جائیں اور پھر اچانک ان پر عذاب نازل ہو جائے۔

معجزہ نبیوں کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کی ہدایت و بھلائی کے لیے ہوتا ہے، جبکہ استدراج فاسقوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ معجزہ اللہ کی قدرت اور نبوت کا ثبوت ہے، اس کا اثر دائمی ہوتا ہے، جبکہ استدراج صرف وقتی فریب فراہم کرتا ہے۔

سحر:

معجزہ حقیقی طاقت اور ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے، جبکہ سحر یا جادو محض دھوکہ اور وقتی تماشا ہے جس کا مقصد لوگوں کو حیران اور پریشان کرنا ہوتا ہے۔ قرآن میں اس کا واضح فرق فرعون کے جادوگروں اور حضرت موسیٰؑ کے معجزے کے واقعے سے ظاہر ہوتا ہے، جہاں جادو محض آنکھوں کا دھوکہ ثابت ہوا۔:

﴿فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾۱۴؎

پھر اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں جادو کے اثر سے موسیٰ کو ایسی محسوس ہونے لگیں جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔

قرآن پاک میں ہے

﴿فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ﴾۱۵؎

پھر موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا اور وہ فوراً ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔

یہی وہ بنیادی فرق ہے کہ سحر نظر کا دھوکہ ہوتا ہے، جبکہ معجزہ حقیقت اور دائمی فلاح کی طرف رہنمائی کرتا ہے

معونت

معونت وہ فوقِ العادت مدد ہے جو اللہ عام مومنین کو سخت حالات میں اپنی خاص رحمت کے طور پر عطا کرتا ہے۔ اس کا تعلق نبوت کے دعوے سے نہیں ہوتا اور یہ عام لوگوں کے لیے بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جنگ بدر میں فرشتوں کی نصرت اسی معونت کی روشن مثال ہے۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾۱۶؎

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کی کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار فرشتوں سے کروں گا، جو ایک کے پیچھے ایک آئیں گے۔

جنگِ بدر میں فرشتوں کا نزول مسلمانوں کے لیے اللہ کی واضح معونت تھا۔ معجزہ اور معونت میں فرق یہ ہے کہ **معجزہ** نبی کی صداقت کا کھلا ثبوت ہوتا ہے اور اس میں تحدّی (چیلنج) کا پہلو شامل ہوتا ہے، جبکہ **معونت** اللہ کی خصوصی مدد ہے جو عام مومنین کے لیے خاص حالات میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کا نبوت کے دعوے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ معجزہ عمومی اور نمایاں ہوتا ہے، جبکہ معونت محدود اور حالات سے وابستہ ہوتی ہے۔

ارھاص:

ارھاص وہ غیر معمولی واقعات ہیں جو نبی کی پیدائش یا ان کی بعثت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد لوگوں کو ذہنی طور پر آنے والے نبی کی نبوت کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے۔ ارھاس نبی کی عظمت اور آنے والی نبوت کی طرف اشارہ کرتا ہے تاکہ لوگوں کو یہ سمجھ آ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ عنقریب انہیں حق کی دعوت دینے والا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"أصحاب الفيل الذين كانوا قد عزموا على هدم الكعبة، كان هذا من باب الإرهاص لمبعث رسول الله ۱۷؎"

اصحاب الفیل، جنہوں نے کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا تھا، ان کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ارھاص میں سے

تھا۔

ارھاص غیر معمولی نشانیاں ہیں جو نبی کی بعثت سے پہلے ظاہر ہو کر آئندہ نبوت کی بشارت دیتے ہیں، جیسے واقعہ اصحابِ فیل۔ ارھاص نبی کے اعلان سے قبل ظاہر ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو تیار کیا جا سکے، جبکہ معجزہ اعلانِ نبوت کے بعد صداقت کے ثبوت اور مخالفین کو عاجز کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

معجزات کے علاوہ خرق عادت امور مختلف اقسام جیسے کرامت، استدراج، سحر، معونت، اور ارھاص کے تحت آتے ہیں۔ ان تمام اقسام میں بنیادی فرق نیت، مقصد، اور حالات پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ معجزہ نبی کی نبوت اور اللہ کی قدرت کا واضح اور غیر متنازعہ اظہار ہوتا ہے۔

معجزات کی ضرورت واہمیت:

ا: حق و باطل کے درمیان فرق:

اللہ نے ہر دور میں اپنے نبیوں کو معجزات عطا کیے تاکہ ان کی صداقت واضح ہو اور لوگ دینِ حق اور اللہ کی قدرت کی طرف مائل ہوں۔ معجزات حق و باطل کے فرق کو نمایاں کرتے ہیں اور یہ انسان کی کوشش یا ہنر نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفار کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾۱۸؎

اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو ایک چلتا ہوا جادو ہے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ کفار ہمیشہ انبیاء کے معجزات کو جادو قرار دینے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن معجزات انبیاء کی نبوت کی سچائی اور اللہ کی طرف سے ان کی تائید کا واضح ثبوت ہیں۔ معجزات لوگوں کو دین حق کی طرف بلانے کا ایک مضبوط ذریعہ ہیں۔

۲: ایمان کی تقویت

معجزات اہلِ ایمان کے لیے یقین اور بھروسے کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت اور انبیاء کی صداقت پر یقین کو تقویت دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ کہ انہوں نے مٹی سے پرندہ بنایا، اللہ کے حکم سے زندہ کیا، اور پیدائشی نابینا اور کوڑھیوں کو شفادی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ ٱلطَّيْرِ بِإِذْنِى فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِى وَتُبْرِئُ ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ بِإِذْنِى﴾۱۹؎

اور جب تم مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر، میرے حکم سے اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ پرندہ بن جاتا تھا، اور میرے حکم سے تم پیدائشی نابینا اور کوڑھی کو شفا دیتے تھے۔

یہ معجزہ نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لیے ایمان کو تقویت دینے کا سبب تھا بلکہ ان کے رسول ہونے کی نشانی بھی تھی۔

۳: کفار پر اثر

معجزات نہ صرف اہل ایمان کے لیے تقویت کا ذریعہ بنتے ہیں بلکہ کفار اور مخالفین کے لیے بھی حق کو واضح اور ناقابل انکار بنا دیتے ہیں۔ کئی مواقع پر معجزات دیکھنے کے بعد کفار بھی حق کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئے، جیسا کہ فرعون کے جادوگروں کا ایمان لانا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو دیکھ کر فرعون کے دربار کے جادوگر حیران رہ گئے اور انہوں نے فوراً حق کو تسلیم کرتے ہوئے ایمان کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَأُلْقِيَ ٱلسَّحَرَةُ سُجَّدِينَ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ﴾ ۲۰ے

تب جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے: ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے، جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ معجزات کی تاثیر اتنی گہری ہوتی ہے کہ وہ مخالفین کے دلوں کو بدل سکتے ہیں اور انہیں حق کے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

۴: اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت

معجزات انسان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں سمجھنے اور اس کی بے پناہ قدرت پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ واقعات صرف حیرت انگیز نہیں بلکہ انسان کی روحانی بیداری، علمی تحقیق، اور اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید بار بار انسان کو ان معجزات اور نشانیوں پر تدبر کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اللہ کی وحدانیت اور عظمت کو پہچان سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُوْلِي ٱلْأَلْبَٰبِ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَٰطِلًا سُبْحَٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾ ۲۱ے

بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے اختلاف میں اہل عقل کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ اللہ کی نشانیاں انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ اپنے رب کی حکمت اور قدرت کو سمجھے۔ معراج النبی ﷺ اللہ کی قدرت کا ایک عظیم معجزہ ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں تک لے جایا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے بارے میں فرماتا ہے

﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِي بَٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنْ ءَايَٰتِنَآ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾ ۲۲ے

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی، تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

یہ معجزہ انسان کو اللہ کی قدرت پر غور کی دعوت دیتا ہے۔ نظریہ اضافیت کے مطابق وقت اور مکان مختلف حالات میں بدل سکتے ہیں، اور روشنی کی رفتار کے قریب سفر میں وقت کا تجربہ مختلف ہوتا ہے، جو معراج کے واقعے کو جدید سائنسی اصولوں کے مطابق سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

معجزہ اسلامی عقیدے میں نبوت کی صداقت پر دلیلِ قاطع کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ ایسا غیر معمولی فعل ہے جو انسانی قدرت، فطری قوانین اور تجرباتی حدود سے ماورا ہوتا ہے۔ عربی مادہ ع-ج-ز انسانی عاجزی اور لاچارگی کو ظاہر کرتا ہے، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کسی بھی صورت معجزے کی مثل پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہی تصور معجزے کو محض حیرت انگیز واقعہ نہیں بلکہ ایک الٰہی حجت بناتا ہے۔

قرآنِ مجید میں معجزے کے لیے مختلف اصطلاحات کا استعمال اس کے مفہومی تنوع کو واضح کرتا ہے۔ آیہ الٰہی نشانی ہونے کو ظاہر کرتی ہے، بیّنہ حق کی وضاحت اور تمیز کا ذریعہ بنتی ہے، سلطان فیصلہ کن اتھارٹی کو ظاہر کرتا ہے، مبصرہ بصیرت افروز حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے، جبکہ برہان عقلی و فکری استدلال کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ تمام تعبیرات اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں کہ معجزہ عقلِ انسانی کو اللہ تعالیٰ کی مطلق قدرت اور وحدانیت کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

انبیاے کرام کے معجزات انسانی تاریخ میں ہدایت اور آزمائش کے سنگِ میل رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات براہِ راست الٰہی تصرف کی علامت ہیں، حضرت صالحؑ کی اونٹنی اجتماعی آزمائش کی صورت رکھتی ہے، جبکہ معراج مصطفیٰ ﷺ اور شق القمر زمان و مکان پر الٰہی اقتدار کی واضح دلیل ہیں۔ یہ واقعات ایمان والوں کے یقین میں اضافہ اور منکرین کے لیے فکری چیلنج کا باعث بنتے ہیں۔

خارقِ عادت امور کی مختلف اقسام کے درمیان امتیاز عقیدۂ اسلام کی فکری وضاحت کے لیے ناگزیر ہے۔ کرامت اولیاء کے لیے بغیر دعوئ نبوت ظاہر ہوتی ہے، سحر دھوکا اور فریب پر مبنی ہوتا ہے، استدراج گمراہ افراد کے لیے مہلت کی صورت اختیار کرتا ہے، معونت مومنین کے لیے غیبی مدد ہے، جبکہ ارہاص نبوت سے قبل ظہور پذیر ہو کر بعثت کی تمہید بنتا ہے۔ ان اقسام کی درجہ بندی سے معجزے کی امتیازی حیثیت مزید نمایاں ہوتی ہے۔

معجزہ اپنی اصل میں مظہرِ قدرتِ الٰہی اور نصرتِ ربانی کی وہ روشن دلیل ہے جو انسانی ادراک کی حدود سے ماورا ہو کر انبیاء کے پیغام کو قطعی صداقت عطا کرتی ہے۔ مختلف اصطلاحات اور قرآنی تعبیرات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ معجزہ محض غیر معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک ایسا الٰہی تکوینی عمل ہے جو ہدایت کے سفر میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ معجزہ نہ صرف نبوت کی حجت کو بے غبار بناتا ہے بلکہ انسان کو یہ شعور بھی دیتا ہے کہ کائنات کا ہر نظام اپنے خالق کے ارادے کے تحت کارفرما ہے۔ اسی فکری بصیرت سے اہلِ ایمان کے اذہان میں یقین کی گہرائی پیدا ہوتی ہے اور باطل کے تمام دعوے اپنی بنیاد کھو بیٹھتے ہیں۔ معجزات کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ جب الٰہی ارادہ سامنے آجائے تو تمام مادی اسباب اپنی تاثیر کھو دیتے ہیں، اور یہی حقیقت انسان کو ربّانی حکمت، روحانی ارتقاء اور ایمانی پختگی کی بلند تر سطح تک لے جاتی ہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1. اصفہانی، امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن بذیل مادہ عجز، ص ۵۴۷
2. المائدہ۵:۳۱
3. قاضی عیاض، قاضی عیاض مالکی، الشفاء، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۹۷۷، ج۱، ص ۳۴۹
4. علاؤالدین، علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی، تفسیر الخازن، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۹۳۹ء، ج۲، ص ۱۲۴
5. المؤمن۴۰:۷۸
6. الاعراف۷:۷۳
7. ہود۱۱:۹۶
8. بنی اسرائیل ۱۵:۵۹
9. القصص۲۸:۳۲
10. حلبی، ابوالفرج نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد، السیرۃ الحلبیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲، ج۱، ص ۱۹۵
11. ال عمران: ۳:۳۷
12. قرطبیؒ، قرطبیؒ ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری، الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبیؒ)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳، ج۷، ص ۲۸۹
13. عبد النبی بن عبد الرسول الاحمد نکری، دستور العلماء او جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲، ج۱، ص ۴۶۳
14. طٰہ۲۰:۶۷
15. الاعراف۷:۱۱۷
16. الانفال۹:۸
17. ابن کثیر، امام ابوالفداء عمادالدین حافظ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ دارالاسلام، ۲۰۰۰، ج۴، ص ۵۴۹
18. القمر ۵۴:۲
19. المائدہ5:۱۱۰
20. الشعراء۲۶:۴۸، ۴۶
21. ال عمران ۳:۹۱، ۹۰
22. الاسراء۱:۱۷